مختصر حالات استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد حنیف اللہ والا (ایڈوکیٹ)

تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ دنیا کی اقوام یعنی یہود ونصاری اور ہنود، روزِ اول سے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوششیں کر رہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ آج تک جاری ہیں ان اقوام نے دنیائے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے جو حربے اختیار کئے ان میں سے سب سے خطرناک حربہ وہ ہے جسے ''دام ہمرنگ'' کہا جاسکتا ہے یعنی اپنے شکار کو دھوکہ دینے کے لئے ہو بہو اسی کا سا لبادہ اوڑھ لیا تا کہ شکار کو پتہ بھی نہ چلے کہ وہ پنجہ صیاد میں جکڑا جا چکا ہے۔ لارنس آف عربیا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان لوگوں کے ذمہ یہ کام لگایا جاتا تھا کہ عالم اسلام میں پھیل جائیں اپنا اعتبار قائم کریں اور جذبہ حب رسول ﷺ کو مسلمانوں کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کریں۔ ڈاکٹر اقبال نے اپنی مشہور نظم جس کا عنوان ہے ''ابلیس کا پیغام اپنے سیاسی فرزندوں کے نام'' میں غالباً اسی حربے کا ذکر کیا ہے کہ شیطان اپنے کارکنوں کو جمع کر کے کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مسلمان صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں یا دنیا میں ان کا وجود وعدم برابر ہو جائے تو تم صرف یہ کرو کہ روح محمد ان کے دل سے نکال دو۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں اسی روح مقدسہ کے خلاف بہت سی آوازیں اٹھیں خود برصغیر پاک وہند میں اس جذبے کو مٹانے کی مسلسل اور منظم کوششیں کی گئیں اور وہ اس طرح کہ فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ کو مرکز بحث بنایا گیا لیکن جذبہ عشق سے سرشار اہل نظر علماء نے اس کے پیچھے چھپی ہوئی نیتوں کو بھانپ لیا ان علماء میں شیخ الحدیث حضرت مفتی تقدس علی خان بھی ہیں۔ ''تقدس علی خان''، تاریخی نام (۱۳۲۵ھ) ہے والد کا نام الحاج سردار ولی خان، دادا کا نام مولانا ہادی علی خان، اور پردادا کا نام مولانا رضا علی خان (جد امجد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ آپ کے والد محترم کے چچازاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے آپ کی ولادت رجب ۱۳۲۵ھ، اگست ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی شریف (ہندوستان) میں ہوئی مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابجد کے حساب سے تاریخی مادہ نکال کر آپ کا نام تقدس علی خان رکھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا خلیل الرحمٰن بہاری، مولانا ظہور الحسن فاروقی مجددی، صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، دار العلوم منظر الاسلام بریلی شریف اور ان کے صاحبزادے مولانا نور حسین سے حاصل کی۔ متوسط کتب درس نظامی برادر زادہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسنین رضا خان سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت علامہ رحم الٰہی خان، مولانا عبدالمنان (ضلع مردان) مولانا عبدالعزیز خان اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) سے حاصل کی۔ اور تکمیل حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ انہوں نے آپ کو درسیات کے علاوہ ردالمحتار کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے آپ نے

شرح جامی کا خطبہ پڑھا اور ۱۳۴۵ھ میں آپ نے دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔
جس طرح حضرت شیخ الحدیث کا نام نامی (تقدس علی خان) تاریخی ہے اسی طرح آپ کی شخصیت اور آپ کا کردار بھی تاریخی ہے تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم بریلی شریف میں درس وتدریس کی خدمت شروع کی اور مختلف فنون میں جوہر دکھاتے رہے۔ اعلیٰ حضرت سے فن نحو کی کتاب شرح جامی کا خطبہ پڑھنے کا فیضان تھا کہ دیگر مدارس کے منتہی طلباء بھی آپ سے آ کر شرح جامی یا اس کا خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کے اس درس کا مادہ تاریخ ''تدریس تقدس علی ۱۳۴۸ھ'' استخراج کیا گیا ہے۔ ایک روز راقم الحروف نے عرض کیا کہ سائیں اس وقت آپ کے پڑھانے کی کیا نوعیت ہوتی تھی؟ فرمایا دیگر اساتذہ کے باعتبار میں جونیئر تھا مگر ہر کتاب کے لئے اچھی طرح تیاری کر کے پھر پڑھانے بیٹھتا تھا' ستر اسی طلباء مجھ سے پڑھتے تھے نظم وضبط مثالی ہوتا تھا اس وقت میری آواز یا کسی سوال پوچھنے والے شاگرد کی آواز سنائی دیتی اور طلباء کا پیاں لے کر بیٹھتے میری تقریر کی اہم باتیں اور سوال وجواب لکھتے جاتے تھے۔ فرمایا شروع میں کسی استاد نے ایک شاگرد کو میرے خلاف تیار کیا اور وہ دوران درس مجھ سے بے جا اور بعض دفعہ غلط سوال بھی کرتا تھا محض یہ دکھانے کے لئے کہ میں ناتجربہ کار ہوں اور پڑھانے کے قابل نہیں ایک روز حضرت حجۃ الاسلام میرے درس میں آ کر بیٹھ گئے دستور کے مطابق اس لڑکے نے سوال کیا جو کہ غلط تھا میں نے اسے ٹوکا تو وہ بحث کرنے لگا اس پر حجۃ الاسلام نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تیرا سوال ہی غلط ہے تب اس نے تسلیم کیا اور مجھ سے معافی مانگی وہ شاگرد تین سال تک پڑھتا رہا مگر کتاب پوری نہ کر سکا اور ایسے ہی مدرسہ چھوڑ کر چلا گیا۔
فرمایا ''ایک مرتبہ شرح تہذیب کا ایک مقام سمجھ نہ آتا تھا شرح دیکھی مگر ویسے کا ویسا رہا طلبہ پڑھنے کے لئے آ بیٹھے اور مطالعہ کی عبارت بھی پڑھ لی اس وقت میں نے اپنے استاد کا تصور کر کے مدد چاہی پھر پڑھانا شروع کیا آخر میں نے دیکھا کہ سبق بالکل صحیح پڑھا جا چکا ہے'' آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ انتظامی امور میں بھی سرگرم وفعال رہتے تھے اس لئے دوران تعلیم ہی دارالعلوم منظر الاسلام کے نائب مہتمم مقرر ہوئے تھے آپ کی نگرانی میں مشہور علمائے کرام کی دستار بندی ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم بریلی شریف کے مہتمم مقرر ہوئے الٰہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ شروع کروایا۔ جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الٰہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن رہے بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شرقی علوم کے باقاعدہ امتحانات شروع کروائے تو اگلے سال مختلف مدارس سے تین ہزار طلبہ امتحان دینے کے لئے حیدر آباد دکن آئے جمعہ کا دن تھا نماز جمعہ کے لئے ایک بڑے باغ میں اہتمام کیا گیا۔ حاکم وقت نواب عثمان علی صاحب نظام دکن بھی نماز پڑھنے کے لئے وہاں آئے لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر پوچھا یہ خلاف معمول آج رش زیادہ کیوں ہے؟ بتایا گیا کہ طلباء امتحان دینے آئے ہیں یہ جواب سن کر پوچھا کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ بتایا گیا مختلف مقامات پر یہ سن کر اسی وقت حکم دیا کہ ایک یونیورسٹی اور اس کے ساتھ ہاسٹل بھی تعمیر کی جائے فوری طور پر اس پر عمل کیا گیا اور اس طرح حیدر آباد دکن یونیورسٹی وجود میں آ گئی۔ ان دنوں تحریک پاکستان زوروں پر تھی آپ نے اس میں بھر پور حصہ لیا پاکستان بن جانے

کے بعد ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں ہجرت کرکے کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔

پیر جو گوٹھ تشریف لانے کے متعلق آپ نے فرمایا ''مراد آباد سنی کانفرنس میں سندھ سے جو علماء اہلسنّت کا وفد مراد آباد آیا تھا ان میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد خان جمالی مرحوم بھی گئے تھے وہاں پر میری اور مفتی صاحب کی ملاقات اور دوستی ہوگئی کراچی میں آنے کے بعد ان سے ملاقات ہوئی کیوں کہ ان دنوں میں مفتی صاحب سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں مفتی اعظم پاکستان کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ان دنوں ملاقات کے دوران مفتی صاحب نے کہا بریلوی صاحب سندھ کا ایک عظیم خاندان پیر پگارا تحریک آزادی میں مجاہدانہ اور گوریلا سرگرمیوں کی پاداش میں فرنگیوں کے ستم کا خصوصی نشانہ بنا ہے ان کے لاکھوں مریدین سفا کانہ طور پر شہید کردیئے گئے ہیں ان کی درگاہ، حویلیوں اور فصلوں کو بموں کے ذریعے مسمار کردیا گیا ہے۔ مجاہد اعظم شہید آزادی حضرت سید صبغۃ اللہ کو شہید کرکے ان کی میت کو نامعلوم مقام پر دفن کیا گیا ہے اور ان کے دو شہزادوں کو جلاوطن کرکے دیار غیر (لندن) میں رکھا گیا ہے اب جب کہ پاکستان بن چکا ہے اور پیران پگارا کی گدی بحال ہونے والی ہے اس لئے میرا مشورہ اور تاکیدی گزارش ہے کہ آپ مع اہل وعیال پیر جو گوٹھ چلے جائیں کیونکہ اس وقت آپ جیسی باعلم، پرعزم اور تجربہ کار شخصیت کی وہاں پر اشد ضرورت ہے، بہرحال ہم نے محترم مفتی صاحب کے مشورہ پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا اور ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور میں آکر ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرلی میں نے یہاں آتے ہی حکیم فقیر اللہ جتوئی اور حاجی صالح علی میمن کے تعاون سے شہر میں مدرسہ قادریہ کے نام سے جاری کیا جس میں شہر کے چھوٹے بڑے لوگ تعلیم حاصل کرنے لگے۔

مولانا محمد صالح کی کوششوں سے پیر صاحب کی گدی بحال ہوگئی اور حضرت پیر صاحب پگارا لندن سے واپس تشریف لے آئے، فروری ۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی تاج پوشی ہوئی اور ۴ مئی ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا مولانا محمد صالح کے اصرار اور احباب کے فیصلے سے میں جامعہ راشدیہ میں منتقل ہوگیا۔ صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت میں مصروف ہوگیا۔

حضرت شیخ الحدیث کو ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے بیعت اور تمام سلاسل میں خلافت کا شرف حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے حاصل ہوا اور انھوں نے آپ کو خاندان قادریہ کے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ مجاز بنایا، ۱۳۶۷ھ میں آپ نے بغداد شریف، کاظمیہ شریف، کربلا معلیٰ ونجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں پہلا حج ہندوستان سے کیا ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں عمرہ وزیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے مدینہ طیبہ حاضری کے وقت آپ کا قیام قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہوتا۔ آپ کی زندگی کا سرمایا یادِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ اور تبلیغ وخدمتِ خلق تھا آپ کی روحانیت کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں فقہی مسائل حل کرنے میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا انداز بیان اس قدر دل نشین ہوتا تھا کہ ہر لفظ دل ودماغ میں پیوست ہوکر رہ جاتا تھا۔

۳ رجب سن ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۲ فروری سن ۱۹۸۸ء پیر بوقت ۱۲ بج کر ۱۰ منٹ دوپہر آپ نے داعی اجل کو لبیک

کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پیر جو گوٹھ میں مدفون ہوئے آپ نے ۴۱ سال جامعہ راشدیہ کی خدمت کی اور ہزاروں عالم اور حافظ تیار کیے آپ کے بے شمار تلامذہ کالجوں' یونیورسٹیوں اور دینی مدارس ومساجد میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ چند فضلاء کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر قادری' مولانا رجب علی' حضرت مولانا غلام قادر مرحوم' حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم سکندری' مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی' مولانا مفتی اعجاز ولی خان' مولانا محمد ہارون وغیرہ...... آپ کا عرس مبارک ۳۰ نومبر سے یکم دسمبر تک آپ کے مزار شریف پیر جو گوٹھ میں عقیدت واحترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔